آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی سال دوم مئی 2018 اُردو امتحان (لازمی) کے مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کی ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طلبہ کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پر طلبہ کی کارکردگی پر ممتحنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی پارٹ ٹو کا اردو لازمی پرچہ دوم / II پانچ سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک کے دو جُزو ہیں جب کہ سوال نمبر دو کے تین جُزو ہیں۔ یہ دونوں سوالات نصاب میں شامل ' مجموعہ نظم و نثر' کا احاطہ کرتے ہیں۔ پرچے کے اس حصے میں CRQs کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین، چار اور پانچ ERQs ہیں جو بالترتیب تبصرہ نگاری / خلاصہ نگاری، تخلیقی تحریر اور خط نویسی سے متعلق ہیں۔ اس تحریری امتحان میں لکھے گئے مواد کی مناسبت، درست زبان کے استعمال، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ربط اور خط یا مضمون کی درست ساخت کے استعمال کی جانچ ہوتی ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہئے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جاسکتا ہے جس سے کسی حاصلِ تعلم / SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کے اطلاق کی بھی جانچ کی جاسکتی ہو۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کو دیے گئے نمبرات / Marks دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ نمبرات / Marks کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضایع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور کیوں، کیا اور کیسے جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصّہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:

(الف) ”اُن کے بعد ایک بڑی بھیڑ آئی کہ جس کی تعداد کا شمار نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ عاشقوں کا گروہ ہے۔ اُن کے سروں پر دودِ آہ کی گٹھڑیاں تھیں کہ اُنھی میں آہوں کے تیر خیالی اور نالوں کے نیزہ و بالی دبے ہوئے تھے۔ اگرچہ یہ لوگ مارے بوجھ کے اس طرح درد سے آہیں بھرتے تھے کہ گویا اب سینے ان کے پھٹ جائیں گے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ جب اس انبار کے پاس آئے تو اتنا نہ ہو سکا کہ اُن بوجھوں کو سر سے پھینک دیں۔ کچھ کچھ جدوجہد سے سر ہلا مگر جس طرح لدے ہوئے آئے تھے اُسی طرح چلے گئے۔“

درج بالا اقتباس میں جو قصّہ بیان ہوا ہے اُس کا پس منظر لکھیے۔ نیز یہ بتائیے کہ اس سبق اور اس کے مصنّف کا نام کیا ہے؟

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں تحریر کیا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے سوال کے مطابق اقتباس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اپنی تحریر میں بہترین الفاظ کا انتخاب کیا۔ طلبہ نے دورانِ تحریر قصّے کے سیاق کو مربوط انداز میں تسلسل کے ساتھ تحریر کیا اور کمال مہارت سے دیے گئے اقتباس کو پچھلے مراحل سے جوڑتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ جتنے لوگ آتے گئے اپنی مصیبت پھینکتے رہے مگر عاشقوں کا گروہ ایسا نہ کر سکا۔ طلبہ نے ان وجوہات کی بھی نشاندہی کی جن کی وجہ سے مذکورہ گروہ کے لیے اس بوجھ کو پھینکنا ناممکن ہوا۔ طلبہ نے دی گئی سطور کا بھی بہترین انداز میں استعمال کیا۔ کچھ طلبہ نے اس نکتے کو بھی تنقیدی انداز میں بیان کیا کہ کوئی مصیبت ایسی نظر نہیں آئی جسے اصولاً پھینک دینا چاہیے تھا یعنی انسان کی خراب عادتیں اور گناہ وغیرہ۔ اس طرح کے جوابات طلبہ کی گہری سوچ اور ادبی و تنقیدی شعور کی عکاسی کرتے ہیں۔ سوال کے دوسرے حصّے میں طلبہ نے سبق اور مصنّف کا درست حوالہ تحریر کیا۔

مثال نمبر1:

یہ اقتباس سبق " انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا" سے لیا گیا ہے جس کے مصنف مولانا محمد حسین
آزاد ہیں۔ مصنف نے اس اقتباس کے پس منظر میں یہ بیان کیا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ
سلطان افلاک سے یہ حکم جاری ہوا ہے کہ پوری دنیا کے لوگ آ کر اپنی پریشانیاں اور مسائل لا کر اس
میدان میں جمع کر دیں۔ کوئی اس بوجھ میں افلاس کو پھینکتا، کوئی اپنا بڑا منہ، کوئی اپنی جورو تو
کوئی اپنا [illegible] لایا۔ غرض یہ انبار زیادہ مختلف چیزوں کا مجموعہ بن گیا اور یہ پریشانیاں لوگوں کو وہم نے دکھائی
اس اقتباس میں عاشقوں کا ایک گروہ آیا جس کی گٹھری میں رونا دھونا، محبوب سے ہجر اور محبوب کا
بے رخی برتنا موجود تھا۔ یہ اٹھے پھینکنے آئے لیکن نہ پھینک سکے۔ انشاء پردازی سے مصنف نے بتایا کہ یہ عشق
میں سینے والے غم اتنے گہرے اور بھاری ہوتے ہیں کہ انسان کوشش کر کے بھی تو پیچھا نہیں چھڑا سکتا

مثال نمبر2:

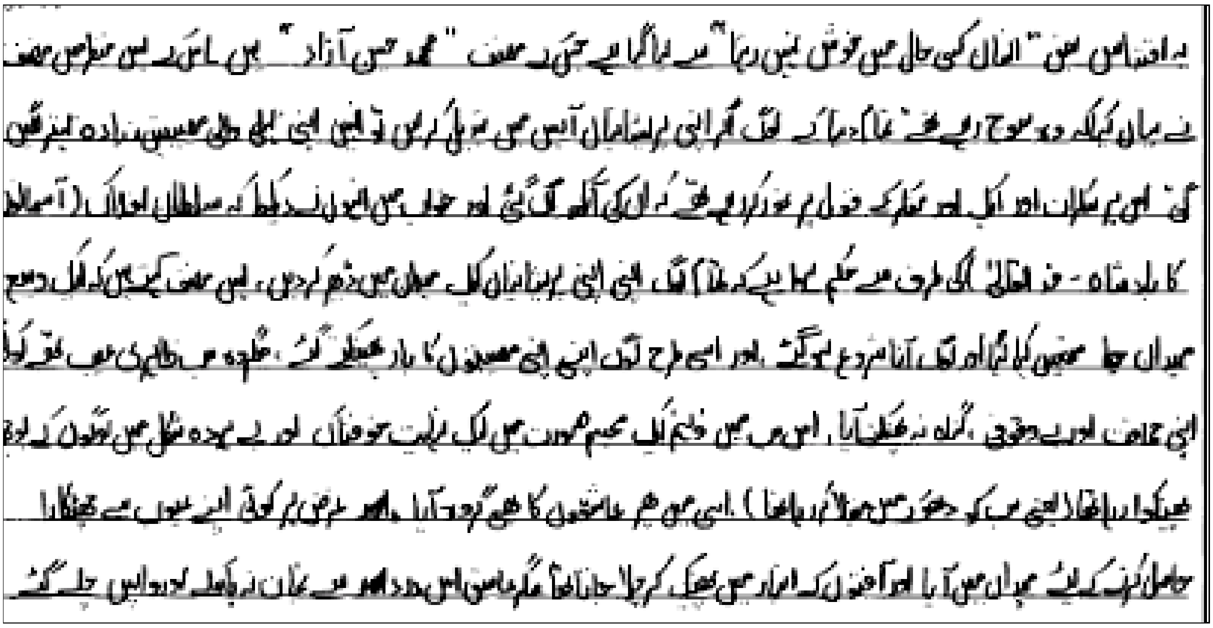

یہ اقتباس سبق "انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا" سے لیا گیا ہے جس کے مصنف "محمد حسین آزاد" ہیں۔ اس سبق میں [illegible] مصنف
نے بیان کیا کہ وہ سوچ رہے تھے "تمام دنیا کے لوگ اگر اپنی پریشانیاں آپس میں بدل لیں تو شاید اپنی اپنی [illegible] زیادہ بہتر لگیں
گی" اسی پر [illegible] غور کر رہے تھے کہ ان کی آنکھ لگ گئی اور خواب میں انہوں نے دیکھا کہ سلطان افلاک (آسمانوں
کا بادشاہ - خدا تعالیٰ) کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ تمام لوگ اپنی اپنی پریشانیاں ایک میدان میں جمع کر دیں۔ پس مصنف کہتے ہیں کہ ایک وسیع
میدان تھا [illegible] لوگ آنا شروع ہو گئے۔ اور اسی طرح لوگ اپنی اپنی مصیبتوں کا بار پھینکنے لگے۔ [illegible]
اپنی [illegible]۔ اس میں [illegible] خوفناک [illegible] لوگوں کے بوجھ
پھینکوا رہا تھا [illegible]) اسی میں ہم عاشقوں کا بھی گروہ آیا [illegible] کوئی اپنے [illegible] سے چھٹکارا
حاصل کرنے کے لیے میدان میں آیا اور [illegible] میں پھینک کر چلا جاتا تھا مگر عاشق اس [illegible] سے جان نہ [illegible] واپس چلے گئے

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی تھی جو سوال کے دونوں حصّوں یا ایک حصّے کا جواب درست تحریر نہیں کر سکی۔ مصنّف اور سبق کا نام بھی غلط لکھا اور سوال میں دیے گئے اقتباس کا پس منظر بھی تحریر نہیں کر سکے۔ کچھ طلبہ سوال کے متن سے بھی ناواقف نظر آئے۔ کلمہ ٔامریہ ' بیان کیجیے ' کو سمجھے بغیر جواب تحریر کیا۔ کچھ طلبہ پس منظر کی اصطلاح سے ناواقف نظر آئے اور اقتباس میں دیا گیا مواد ہو بہ ہو نقل کیا۔ جملوں میں ربط و تسلسل اور ذخیرۂ الفاظ کی کمی نے جواب کا تاثر اور بھی کم کر دیا۔ کچھ طلبہ نے دیے گئے اقتباس کا مفہوم تحریر کیا اور اس گروہ کے بارے میں اپنی رائے بھی لکھی۔

مثال:

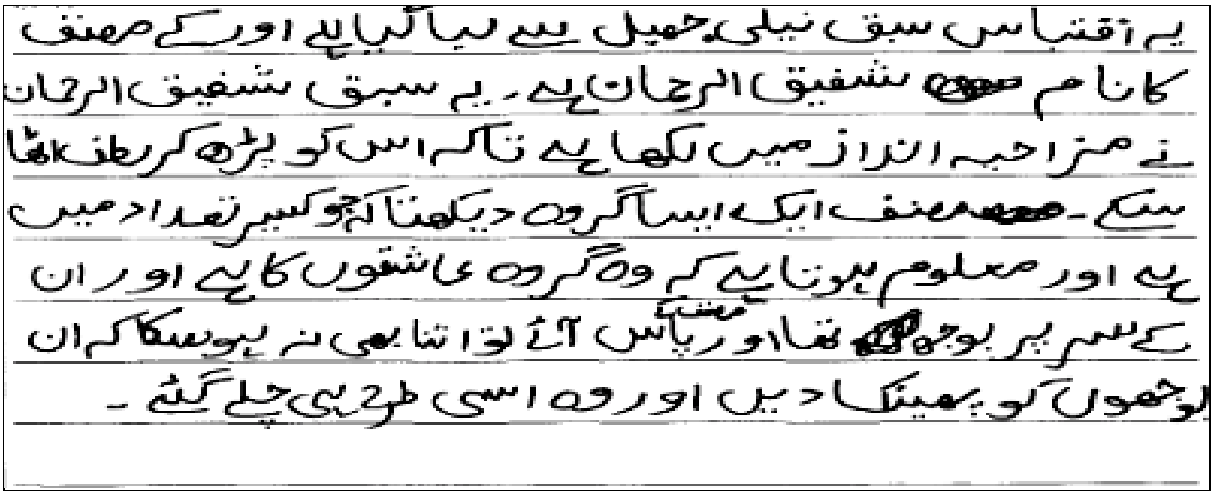
یہ اقتباس سبق نیلی جھیل سے لیا گیا ہے اور کے مصنف
کا نام شفیق الرحمان ہے۔ یہ سبق شفیق الرحمان
نے مزاحیہ انداز میں لکھا ہے تاکہ اس کو پڑھ کر لطف اٹھا
سکے۔ مصنف ایک ایسا گروہ دیکھتا کہ جو کثیر تعداد میں
ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ عاشقوں کا ہے اور ان
کے سر پر بوجھ تھا اور مصنف پاس آئے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ ان
لوگوں کو ہمینگ ادبیں اور وہ اسی طرح ہی چلے گئے۔

تجاویز:

- ❖ طلبہ کو پس منظر کی اصطلاح سے آگاہ کیا جائے اور کمرۂ جماعت کی مختلف سرگرمیوں میں کسی بھی کہانی یا مضمون کو ابتدا سے اختتام تک کے چیدہ چیدہ مراحل، واقعات بیان کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کا موقع دیا جائے۔
- ❖ اسباق اور مصنّفوں کے ناموں کے سوالات کی تیاری کے لیے چھپے ہوئے تصورات کی سرگرمیاں کروائی جاسکتی ہیں۔ مثلاً نمونے کے اقتباسات دکھا کر ان کے مصنّفوں اور اسباق کی نشاندہی کرنا، کالم ملانا وغیرہ۔

سوال نمبر1:

(ب) مولانا الطاف حسین حالؔی کی تحریر کی کوئی **تین** نثری خصوصیات بیان کیجیے۔

نوٹ: مجموعی طور پر اس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت بہتر انداز میں تحریر کیا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے سوال کے مطابق مصنّف کی تین خصوصیات کا ذکر وضاحت سے کرتے ہوئے موزوں ذخیرۂ الفاظ کا استعمال کیا۔ طلبہ کی تحریروں میں ربط و تسلسل نظر آیا۔ دی گئی سطور کا بہترین انداز میں استعمال کیا گیا۔ کچھ طلبہ نے الطاف حسین حالی کی نثری خصوصیات کا ذکر ترتیب وار کیا مثلاً سادگی اور سلاست، دھیما پن، غیر جذباتی انداز، مدعا نگاری، فلسفیانہ اور تنقیدی انداز، بے لاگ تبصرہ، انگریزی الفاظ کا بے جا استعمال وغیرہ۔ بہتر جوابات کی مثالوں میں طلبہ نے مصنف کی تحریر کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے خصوصیات تحریر کیں۔

مثال:

۱۔ مقصدیت: آپ کے نزدیک ادب صرف تفریح کا ذریعہ نہیں تھا بلکہ اس میں مقصد ہونا چاہیے۔ انھوں نے سرسید کی پیروی کرتے ہوئے نثر کو قوم کی فلاح و بہبود کے لیے واقف کردیا۔ ۲۔ بے ساختگی اور بے تکلفی: آپ کی تحریر میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ سادہ جملے نہایت سادہ اور بے تکلف ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے کلام میں تشبیہات، استعارات، محاورات کا بھی استعمال کیا۔ ۳۔ سادگی اور روانی: آپ کی تحریر سادہ اور سلیس ہوتی ہے۔ اپنے خیال کو کبھی پیچیدہ نہیں بنایا بلکہ آسان زبان میں جس سے ہر کوئی بالآسانی سمجھ جائے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کچھ تعداد ایسی تھی جو حالی کی نثری خصوصیات سے ناواقف نظر آئی۔ بعض طلبہ نے حالی کو بہ طور سوانح نگار سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی حالانکہ درسی کتاب میں شامل سبق سوانح پر مشتمل تھا۔ کچھ طلبہ نے لفظ "نثری" پر غور کیے بغیر حالی کی شاعرانہ خصوصیات تحریر کیں۔ حالی کی سوانح نگاری یا تنقید نگاری سے طلبہ ناواقف نظر آئے۔ خصوصیاتِ تحریر طلبہ نے نصاب میں شامل تحریر سے اخذ نہیں کیا بلکہ انھیں جو یاد آیا بغیر کچھ سوچے تحریر کردیا۔ تحریر میں ربط و تسلسل کا بھی فقدان نظر آیا۔ کچھ طلبہ نے خصوصیات شہ سرخی کی صورت تحریر کیں۔ موزوں ذخیرۂ الفاظ کی کمی نظر آئی۔

مثال:

1۔ مولانا الطاف حسین حالی ایک مشہور ناول نگار اور ایک
افسانہ نگار تھے۔
2۔ مولانا الطاف حسین حالی کی طرزِ تحریر اور اسلوبِ بیان
بہت سادہ اور دلچسپ ہے۔
3۔ انہوں نے بہت سارے افسانے اور ناول لکھے جس میں ایک
افسانہ انہوں نے اپنے بارے میں "الطاف حسین حالی" کے نام سے لکھا۔

تجاویز:

- ❖ اساتذہ تحریری خصوصیات کی تدریس کے دوارن شاعرانہ اور نثری خصوصیات کا فرق بتائیں۔
- ❖ طرزِ تحریر کی تفہیم کے لیے نصاب میں شامل ادیبوں کی تخلیقات مہیا کرکے بچوں کی رائے لیں۔

سوال نمبر 2:

(الف)

شفا اپنی تقدیر ہی میں نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

درج بالا شعر کی تشریح بہ حوالۂ شاعر تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اس سوال کا جواب طلبہ کی اکثریت نے بہتر انداز میں تحریر کیا۔ شاعر کا درست حوالہ دیا اور دونوں مصرعوں کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے شعر کے بنیادی نکتے اور اس سے جڑی باتوں کو تفصیلاً بیان کیا۔ ' شفا ' کے لفظ کو مختلف معنوں میں استعمال کیا اور حقیقی اور مجازی دونوں طرح سے شعر کی تشریح کی کہ ہر طرح کے مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے انسان آخری حد تک کوشش کرتا ہے مگر تقدیر کے آگے اس کی بے بسی ایک اٹل حقیقت ہے۔ تشریح کرتے ہوئے الفاظ کا اچھا ذخیرہ استعمال کیا۔ طلبہ نے جملوں کے ربط و تسلسل کا خیال رکھا۔

مثال:

یہ شعر میر تقی میر کی غزل سے لیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے خاص بھولے انداز میں اس
شعر میں یہ بیان کیا ہے کہ ہماری قسمت میں شفا نہ تھی۔ ہم نے جہاں تک ممکن
ہوا کوشش کی لیکن شفا نہ ملی۔ یہاں "شفا" ان کی کے محبوب کی محبت ہے۔ وہ
اپنا چاہ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرلی لیکن ان کے محبوب
کی طرف سے ان کی محبت کا جواب نہ مل سکا۔ انہوں نے اب اس بات کو تسلیم کر لیا
ہے اور اس بات سے مطمئن ہو گئے ہیں کہ محبوب کی محبت ان کے مقدر میں نہ تھی

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی بہت ہی کم تعداد اس سوال کا جواب بہتر طور پر دینے سے قاصر رہی۔ طلبہ نے شعر کا مفہوم کم و بیش سمجھ ہی لیا مگر ان خیالات کو تشریح کے لبادے میں ڈالنے کے لیے ان طلبہ کا ذخیرۂ الفاظ نہ ہونے کے برابر تھا۔ املا اور جملوں کی ساخت میں بے تحاشا غلطیوں نے جواب کو مزید کمزور کر دیا۔ طلبہ نے شاعر میر تقی میر کا بھی درست حوالہ تحریر نہیں کیا۔

مثال:

ٹھیک تبیت ہی ہونا شاعر کی تقدیر میں ہی نہیں تھا
اور موت آنے تک دعا بھی کی اس نے۔ یہ شعر
میر سیاب نے لکھا ہے۔

تجویز:

- ❖ تشریح کو بہتر انداز میں لکھنے کے لیے موزوں ذخیرۂ الفاظ کا ہونا لازمی ہے، اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کو ذخیرۂ الفاظ کی سرگرمیوں میں مصروف رکھیں۔ زیادہ تر کتب بینی کی مشق سے یہ کمی پوری کی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر 2:

(ب)

اک دنیا درد کی تصویر نکلی، عشق کو
کوہ کن اور قیس کا قصّہ سمجھ بیٹھے تھے ہم

درج بالا شعر میں کون سی اصطلاح استعمال ہوئی ہے؟ نیز اس اصطلاح کی تعریف تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے سوال کے دونوں حصّوں کا درست جواب تحریر کیا۔ سوال کے ابتدائی حصّے جس میں اصطلاح کی نشاندہی کرنے کو کہا گیا تھا طلبہ نے اصطلاح 'تلمیح' کی درست نشاندہی کی ۔ تلمیح کی تعریف لکھی اور 'قیس و کوہ کن' کے الفاظ کی بہ طور مثال وضاحت بھی کی۔ طلبہ نے اصطلاح کی تعریف اپنے الفاظ میں تحریر کی اور مروجہ یا لگی بندھی تعریف کو ہو بہ ہو نقل نہیں کیا جس سے طلبہ میں سمجھ کر لکھنے کی اچھی صلاحیت کا اظہار ہوتا ہے۔

مثال:

درج بالا شعر میں - دوسرے مصرعے میں - تلمیح کا استعمال ہوا ہے - تلمیح اس کے معنی ہیں تاریخ کا حوالہ دینا یعنی کسی تاریخی واقعے کی طرف اشارہ کرنا۔ یہاں پر کوہ کن اور قیس کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو کہ عشق و عاشقی کا ایک عظیم واقعہ سمجھا جاتا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ سوال کے دونوں حصوں کا درست جواب تحریر نہ کر سکے۔ کچھ طلبہ نے شعر کی تشریح یا مفہوم تحریر کیا۔ کچھ طلبہ نے شعری اصطلاحات یعنی مقطع، مطلع، ردیف اور قافیہ وغیرہ کی تعریف کی۔ طلبہ نے لفظ اصطلاح کی تشریح کی۔ ذخیرۂ الفاظ کی کمی نظر آئی اور جملوں میں ربط و تسلسل کا بھی فقدان نظر آیا۔

مثال:

درج بالا شعر میں علم بیان کی "نفی" اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ اصطلاح نفی وہ
اصطلاح جس میں شاعر اپنے بارے میں کچھ لکھتا ہے مثلاً اپنے حالات کے بارے میں، اپنی محبت
یا عشق کے بارے میں اور اس کے ذریعے دوسروں کو اصلاح کرنے کی
کوشش کرتا ہے۔

تجاویز:

- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ دورانِ تدریس اصطلاحات کی نشاندہی کرنے، تعریف بیان کرنے اوران کی مثالیں تلاش کرنے میں طلبہ کو سوچنے کا موقع دیں اور خود نہ بتائیں اس سے ان کو ادبی اصطلاحات کی بہتر فہم میں مدد ملے گی۔
- طلبہ کی رہنمائی کریں کہ وہ سوال کو پورا پڑھ لیں اور سوال کے تقاضے کے مطابق جواب لکھنے کی کوشش کریں۔

سوال نمبر 2:

(ج) بہادر شاہ ظفر کے کلام کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان کے اندازِ کلام کی کوئی **تین** خصوصیات تحریر کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے بہادر شاہ ظفر کی تین شاعرانہ خصوصیات تحریر کیں۔ طلبہ نے بہادر شاہ ظفر کے کلام میں، حقیقت نگاری، سادگی / سہل و آسان، رنگ تغزل کی موجودگی، دلی کے آخری تاجدار کی حیثیت سے دکھ و درد کی عکاسی، کلام میں پند و نصائح کا رنگ، تشبیہ و استعارے کا برملا استعمال اور اس زمانے کے معاشرتی حالات کا عکس و تاریخی سانحات کا بیان وغیرہ۔ طلبہ نے اپنی تحریر میں جملوں کے ربط و تسلسل کے ساتھ الفاظ کا ذخیرہ بھی اچھا استعمال کیا۔

1) بہادر شاہ ظفر کے کلام میں درد و غم جھلکتا ہے۔ یعنی ان کے کلام میں
سوز و گداز موجود ہے۔ ان کے کلام میں ماحول کی عکاسی کی گئی ہے۔
2) وہ آسان ~~الفاظ~~ اور روزمرہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ
سے خاص و عام ہر کوئی ان کے ~~غزل~~ کلام کو پسند کرتا ہے۔
3) ان کے کلام میں موسیقیت اور ترنم پایا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں کہیں
ان کا دور کا فطری رنگ نظر آتا ہے۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے بہادر شاہ ظفر کا نام لیے بغیر جیسی شاعرانہ خصوصیات ذہن میں آئیں، لکھ ڈالیں۔ کچھ جوابات میں طلبہ کی شاعر سے نامانوسیت کا پہلو بھی نظر آیا کیونکہ طلبہ جو بھی لکھ رہے تھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اگر تھوڑی تیاری کرتے تو بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتے تھے۔ کچھ طلبہ کی تحریروں میں املا کی اغلاط بھی موجود تھیں۔

مثال نمبر1:

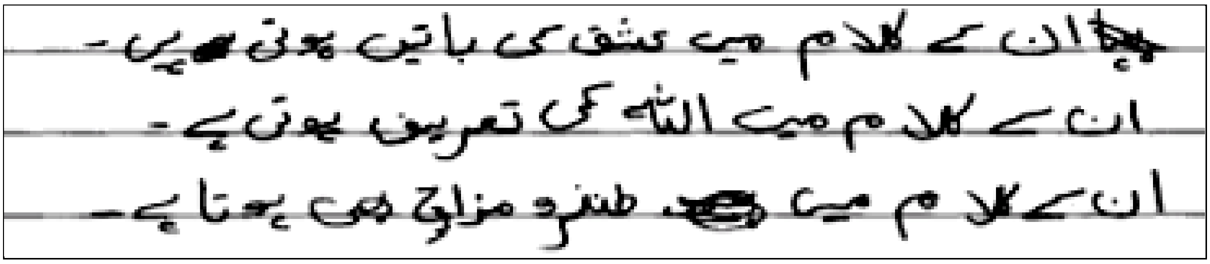
ان کے کلام میں عشق کی باتیں ہوتی ہیں۔
ان کے کلام میں اللہ کی تعریف ہوتی ہے۔
ان کے کلام میں طنزو مزاح بھی ہوتا ہے۔

مثال نمبر2:

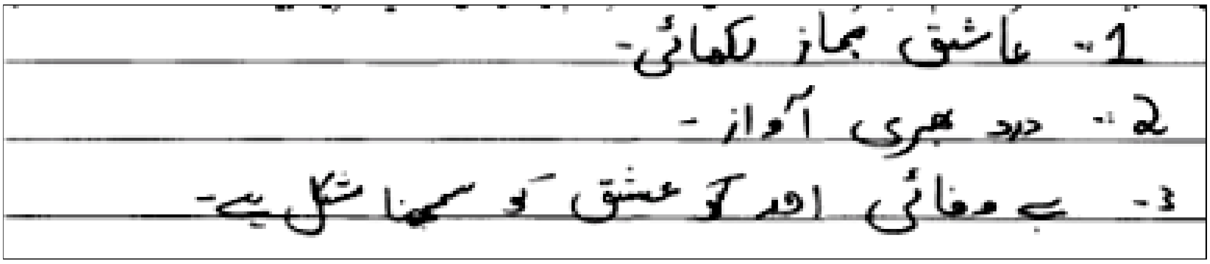
1۔ عاشق مجاز لکھائی۔
2۔ درد بھری آواز۔
3۔ بے معانی اور کو عشق کو سمجھنا مشکل ہے۔

تجاویز:

- کمرۂ جماعت میں تمام سیکھنے والوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے تدریس کی حکمت عملیوں کی منصوبہ بندی کریں۔
- غزلیات کی تدریس کے دوران شاعر کی خصوصیات بتانے کے بجائے اخذ کرانے اور تنقیدی رائے لینے سے کسی بھی شاعر کو سمجھنے میں طلبہ کو مدد مل سکتی ہے

سوال نمبر 3:

پورے ملک میں بجلی کا بحران اپنے عروج پر ہے۔ پاکستان کے شہر اور دیہات زیادہ تر تاریکی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ بجلی کا موجودہ بحران گذشتہ تین دہائیوں کی حکومتوں کی ناقص حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

گزشتہ کئی دنوں سے بجلی کی بدترین صورتِ حال سے شہری زندگی عذاب بن گئی ہے۔ حکومت کی صورتِ حال قابو پانے میں عدم دل چسپی برقرار ہے جس کے باعث شہر کے بعض علاقوں میں پانچ اور چھے روز گزرنے کے باوجود بجلی کے فالٹ دور نہ ہوسکے۔ جس سے لوگ نہ صرف پریشان ہیں بلکہ ان کے گھروں میں پانی ختم اور الیکٹرانک اشیا بند ہوگئی ہیں۔ ان کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا ہے۔ اس وقت شہر میں تین تا ساڑھے چار گھنٹے معمول کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے، جب کہ صنعتی علاقے لوڈشیڈنگ سے مستثنٰی ہیں۔

بعض علاقوں میں کئی کئی دن سے بجلی غائب ہے، جس کی وجہ سے پانی کی شدید قلت پیدا ہوگئی ہے۔ گرم موسم میں پانی نہ ملنے سے لوگوں کی پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ طالب علم امتحانات کی تیاریوں سے قاصر ہیں۔ معاشرتی اور معاشی سرگرمیاں معطل ہو گئی ہیں۔ بجلی روز بہ روز مہنگی اور نایاب ہوتی جارہی ہے جب کہ حکومت کی جانب سے طلب اور رسد کے عدم توازن کو دور کرنے کے لیے کوئی قابل ذکر سنجیدہ کوشش نظر نہیں آ رہی ہے۔ بجلی کو ترستی عوام سڑکوں پر احتجاج کر رہی ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار کر رہی ہے۔

آپ کے خیال میں بجلی کے بحران کا ذمے دار کون ہے؟ شہریوں کو اپنے مسائل کے حل اور خصوصاً بجلی کے بحران کے خاتمے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ تبصرہ کیجیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے سوال کو بغور پڑھا اور اچھی تمہید باندھی ۔ طلبہ نے بجلی کے بحران کے ذمے داروں کو تلاش کرتے ہوئے ملک میں بجلی کے بحران کی وجہ بننے والے تمام عناصر کی نشان دہی کی۔ مثال کے طور پر بجلی چوری کرنے والے، بجلی کا غیر ضروری ضیاع کرنے والے، حکومت، عوام وغیرہ۔ طلبہ نے بجلی کے بحران کے خاتمے کے لیے بھی اچھی تجاویز دیں مثلاً ووٹ کے حق کا دانش مندانہ استعمال، بجلی چوروں کے خلاف مہم چلانا، پانی کے ذخائر سے بجلی پیدا کرنا اور ضرورت سے حساب سے بجلی کے استعمال کو یقینی بنانا وغیرہ۔ طلبہ نے دلائل کے ذریعے اپنی رائے میں زور پیدا کرنے کی کوشش کی اور مثالیں بھی تحریر کیں۔ کلمۂ امریہ 'تبصرہ کرنا' کو بہتر انداز میں نبھایا۔ جملوں میں ربط و تسلسل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور موضوع سے مطابقت رکھنے والے الفاظ کا استعمال کیا۔

مثال:

ہمارے ملک میں بجلی کا بحران اپنے عروج پر ہے۔ ہمارے ملک کی حالت صرف اسی جملے میں بیان ہوتی ہے۔ لیکن اس بات پر غور و فکر کرنا ضروری ہے کہ آخر وہ کون لوگ ہیں جو اس کے اصل ذمہ دار ہیں۔ کیا وہ حکومت ہے یا پھر عوام خود ہے؟ جہاں تک میرا خیال ہے تو دونوں اس وقت ذمہ دار ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ کردار عوام کا ہے۔ عوام ہی وہ طاقت ہے جو اس وقت ان پریشانیوں کو ختم کر سکتا ہے۔ ہم ہی حکومت کو اقتدار میں لاتے ہیں اور پھر ہم ہی اسے کوستے ہیں۔ حکمرانوں کی باتوں نے ہم پر ایسا جادو کیا ہے کہ بے شک وہ کچھ کریں یا نہ کریں ہم بار بار انہی کو منتخب کرتے ہیں اور پانچ سال کے لیے غائب ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم کام جو ہم بحیثیت شہری کر سکتے ہیں وہ اپنے حکمرانوں کا

انتخاب کرنا ہے جو اصل میں کچھ کر سکتے ہوں۔ ہم بجلی چور ہیں جس کی وجہ سے ماہانہ کئی لاکھوں کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ دیانتداری سے کام لیں۔ اس سلسلے میں اگر حکومت کو دور رکھا جائے تو غلط ہو گا۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے منصوبے قائم کرے جو فائدہ مند ہوں۔ کیونکہ جتنا اس مسئلے کا ذمہ دار عوام ہے اتنا ہی حکومت ہے۔ حکومت کے ارکان کو چاہیے کہ وہ ذاتی مفاد کو ایک طرف رکھ کر عوام کی خدمت کو اپنا مشن بنائیں۔ اسی وقت ہم ایک روشن اور ترقی یافتہ ملک کی تعمیر کر سکتے ہیں

نوٹ:

گزشتہ امتحانی پرچہ جات کا سوال ہونے کے باوجود اس سوال کا کچھ طلبہ نے بہتر جواب نہیں دیا۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

اچھی تمہید اور سوال کے فہم میں کمی نظر آئی۔ طلبہ نے تبصرہ کا انداز نہیں اپنایا۔ طلبہ نے بجلی کے بحران کے کسی ایک ذمہ دار کا ذکر تو کیا لیکن اپنی بات کو مثال یا دلیل کے ذریعے پیش نہ کر سکے۔ بجلی کے بحران کے خاتمے کے لیے کوئی تجاویز بھی نہیں دیں۔ کچھ طلبہ نے دیے گئے متن کو ہو بہ ہو نقل کیا۔ املا کی اغلاط زیادہ تھیں۔ جملوں میں ربط و تسلسل کی بھی کمی تھی۔

مثال:

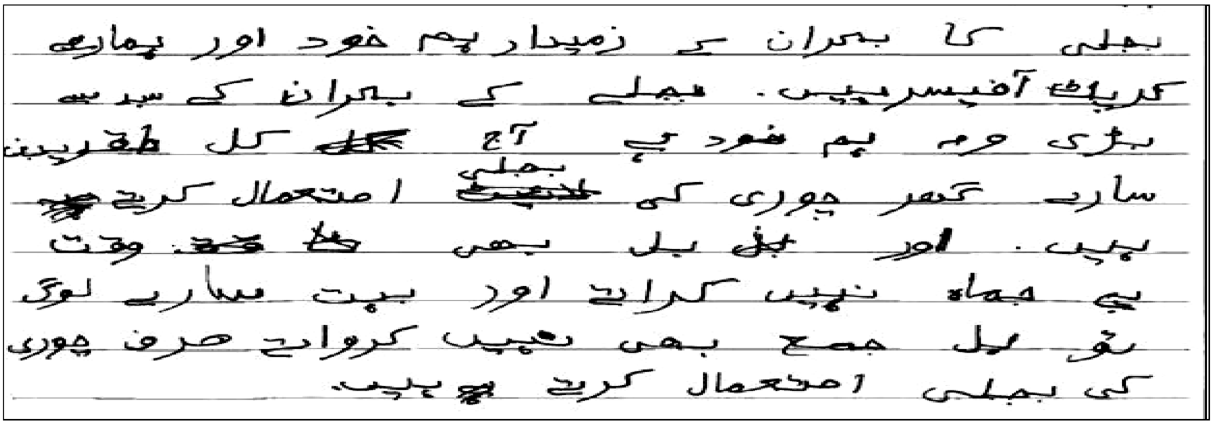
بجلی کا بحران کے زمیدار ہم خود اور ہمارے
کرپٹ آفیسر ہیں۔ بجلی کے بحران کے سب سے
بڑی وجہ ہم خود ہے آج کل تقریبن
سارے گھر چوری کی بجلی استعمال کرتے
ہیں۔ اور بل بھی وقت
پہ جمع نہیں کراتے اور بہت سارے لوگ
تو بل جمع بھی نہیں کرواتے صرف چوری
کی بجلی استعمال کرتے ہیں۔

تجاویز:

- ❖ اساتذہ بچوں کو تبصرہ نگاری کا صحیح طریقہ اور ان کی ذاتی رائے دینے کا موقع جماعتی بنیاد پر فراہم کر سکتے ہیں۔
- ❖ چھوٹے چھوٹے معاشرتی مسائل پر بحث و مباحثے سے یہ صلاحیتیں پروان چڑھ سکتی ہیں۔
- ❖ طلبہ کو اپنی رائے کے اظہار کی نشاندہی کرنے والے جملوں پر مشتمل جملوں کی مشق کرائی جائے تاکہ انھیں اپنے خیالات پر مبنی ذاتی رائے قائم کرنے کے لائق بنایا جا سکے۔

سوال نمبر4:

اوپر دی گئی تصویر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مناسب عنوان کے تحت ایک مضمون تحریر کیجیے جس میں عصر حاضر کے مسائل کی نشان دہی کی گئی ہو۔

ہدایات:

1۔ اپنی تحریر کا عنوان تجویز کیجیے۔

2۔ حالیہ واقعات کو مدِّ نظر رکھیے۔

3۔ طنز و مزاح کو اپنی تحریر کا حصّہ بنائیے۔

طلبہ کی اکثریت نے اس سوال کا عمدہ جواب تحریر کیا۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے تصویر کا بغور جائزہ لیا اور اس میں موجود اہم پیغام کی نشان دہی کرتے ہوئے جزئیات کا بھی احاطہ کیا۔ اپنی تحریر کو موزوں عنوان دیا اور دلکش تمہید باندھی۔ اپنی تحریر کو مضمون کے سانچے میں بہتر طور پر ڈالا اور مضمون کے تینوں اجزا تمہید، نفسِ مضمون اور اختتام کو بہتر انداز میں نبھایا۔ مواد سے مطابقت رکھنے والے الفاظ کا انتخاب کیا اور جملوں میں ربط و تسلسل کا بھی خیال رکھا۔ طلبہ نے اپنی تحریروں میں آج کے دور کے حالات کو مدِّ نظر رکھا۔ ساتھ ہی ساتھ طنز و مزاح کا بھرپور استعمال بھی دیکھنے کو ملا۔ قواعد، بیان اور بدیع کی اصطلاحات کے استعمال سے جاندار مضامین تحریر کیے۔

مثال:

عنوان: سوشل میڈیا ایک ذلت و رسوائی کا راستہ

یہ تو سنا ہی تھا کہ تتلی پھولوں کے بغیر، فرشتے درود کے بغیر اور انسان سانس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ مگر آج کے دور میں تو قصہ ہی گول ہے لیکن اب انسان کی زندگی کی ضرورتوں میں ایسے اضافہ ہوا ہے کہ اب انسان سوشل میڈیا کے بغیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

جی ہاں! یہ بات عجیب تو ضرور لگتی ہے مگر کیا کریں سچ یہی ہے کہ ۲۰۱۷ء تھا۔ آج کل کے دور میں اگر غور فرمایا جائے تو ہر بچہ بچہ کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا آلہ موجود ہے جس پر اگر نہیں ہے تو بھی اپنے بڑے بڑوں کا اس تک اختیار ہے کہ دن کا ایک تہائی حصہ نیٹ پیک، ٹیلی ویژن یا بیرونی ڈرامے اور فلموں پر گزار دیا جائے۔ بالغ میڈیا جیسے بہت کچھ سکھا دیتا ہے مگر اس کے منفی اثرات نے بہت سارے معاملات بھی بگاڑ دیے ہیں۔ آج کل نوجوان حضرات اتنے بے دستور ہو گئے ہیں کہ اگر باپ کہے کہ اٹھو تو کہتے ہیں اور پانی بولیں تو چائے لا دیتے ہیں۔ اور یہ سب سوشل میڈیا کی لات ہے کہ اب لوگ اپنے ہوش و حواس بھی کھو کر اس کے بنائے ہوئے پروگرامز یا پھر اس میں دیئے ہوئے قسم قسم کے مقابلوں اور ریکارڈ توڑنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس طرح کسی کو دین و دنیا کا ہوش نہیں رہتا اور مدہوشی کے عالم میں راہ راست سے ہٹ جاتے ہیں۔

سوشل میڈیا ایک نشے کی طرح ہے کہ جس میں ایک بار پھنس جائیں تو نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ آج کے اس تیز رفتار دوڑتی ہوئی دنیا میں یہ ایک وقت کا ضیاع ہے۔ نتیجتاً ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ میں پیچھے رہ گیا ہے اور اگر یہی حال رہا تو شاید ہم لوگ ترقی نامی چیز کی پہچان بھی نہ رکھیں۔

علاوہ ازیں سوشل میڈیا کی وجہ سے بہت سارے رشتوں میں دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں۔ کسی شخص کی یا کسی چیز کی چھوٹی سی چھوٹی بات بھی اس پر اتنی بڑھا چڑھا کر بیان کی گئی ہوتی ہے کہ معاشرے میں ایسی ہلچل مچتی ہے کہ آپس میں نفرت و حقارت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ رشتوں میں کھوٹ کا

ایک ذریعہ ہے۔

اور تو اور چار دہ طالب علموں پہ بھی سوشل میڈیا کا ایسا بھوت سوار ہے کہ اپنے اصل مقصد تعلیم کو بھی ترک کر کے گیمز اور میڈیا ایپلی کیشنز کو بھار رکھا ہے۔ گھر پہنچتے ہی آرام کرنے کے بعد پڑھائی میں لگ جانے کے بجائے یہ فوراً موبائل فونز اور کمپیوٹرز پہ لگ جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فرسٹ امتحانات کے بعد ان کو رونا پڑتا ہے کہ سوشل میڈیا کا کیا کہ تو دیکھو کہ ان اصل آنسوؤں سے جو ایسی خوابی جیسے آنکھوں کا بھی مذاق بنا دیکھو اور پھر اسطرح طالب علموں کو اپنی غلطی کا احساس بھی نہیں ہوتا حتیٰ کہ یہ مستقبل کے معمار مستقبل کے کمہار اور کسان بن جاتے ہیں۔ ابھی وقت ہے ساری قوم کو اس سوشل میڈیا یا ناری کیڑے سے بچنا ہے۔ تو پھر صرف اور صرف اذیت و ذلت ہی مل سکتی ہے جو انسان کو ہمارا بہت برا حال کر دے گی۔

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ نے تصویر کے عام فہم ہونے کے باوجود اس پر غور نہیں کیا۔ عنوان یا تو نہیں لکھا یا پھر تصویر کے موضوع کے مطابق نہیں لکھا۔ موضوع سے ہٹ کر لکھا ہے۔ تصویر کے حوالے سے سطحی معلومات تحریر کیں لیکن اس میں موجود پیغام پر غور کرتے ہوئے عصرِ حاضر کے مسائل کی نشاندہی نہیں کی۔ تحریر میں ربط و تسلسل کا فقدان نظر آیا۔ کچھ طلبہ نے مضمون کے بہ جائے کہانی کا انداز اپنایا۔ مختصر لکھا اور موضوع میں گنجائش ہونے کے باوجود طنز و مزاح کا رنگ نظر نہیں آیا۔ مضمون کے اجزا تمہید، نفسِ مضمون اور اختتام کا خیال نہیں رکھا گیا۔ املا کی اغلاط اور ذخیرۂ الفاظ کی کمی نے جواب کے تاثر کو مزید کم کر دیا۔

مثال:

عنوان: سوشل میڈیا کے نقصانات

دنیا ترقی کر رہی ہے۔ ایک ملک دوسرے ملک سے آگے بڑھنے کے لیے اپنے ہر وسائل کا بھر پور استعمال کر رہا ہے۔ اس جدوجہد میں کوئی ایک ملک دوسرے پر قابو پالے اور اپنے آپ کو ایسا طاقتور بنائے جو ہر خطے پر حکومت کرے۔ اس قیاس کو پورا کرنے کا سب سے اہم ذریعہ تعلیم کے حصول کا ہے۔ جو کہ پورا اُس وقت ہو سکتا ہے جب نوجوان نسل علم حاصل کریں۔ لیکن آج کل کچھ ایسے حالات ہیں کہ انٹرنیٹ پر ایک کے ذریعے سے نوجوانوں کو اس عمل سے دور کیا جا رہا ہے۔

سوشل میڈیا جو اس وقت پورے دنیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چاہے بوڑھے ہو یا بچے ہوں۔ مثلاً ان میں سب سے زیادہ تعداد نوجوان نسل کا ہے جو مستقبل کے معمار ہیں۔ فیس بک پر فوٹو ڈال کے فخر کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے کوئی نیا کام کر لیا ہو۔ وہ اس بات سے ناواقف ہے کہ یہ ایک ایسی سازش ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بربادی کی طرح دھکیلے دے رہے ہیں۔

سوشل میڈیا کے استعمال کی وجہ سے ہم اندھے ہو گئے ہیں۔ ہم بھول گئے ہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ سوشل میڈیا نے ہمارے ذہن پر قابو کر لیا ہے۔ ہم اس قابل بھی نہیں رہے کہ ہم اپنے لیے صحیح اور غلط کا انتخاب کر سکے۔ ہم دوسروں کو سنبھالنے کی بجائے خود ہی بکھرے پڑے ہیں۔ فیس بک، ٹویٹر وغیرہ استعمال کرنے سے نہ صرف ہمارا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ ہمارے ماں باپ کے انتھک محنت سے کمائے پیسے دوسروں کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔ ("ہم" سے مراد "نوجوان" ہیں)

بحیثیت طالب علم ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم دوسروں کو راہ دکھائیں۔ ان قوموں کے مستقبل کو روشن بنائے جو مصیبت میں ہیں۔ مگر ہم نے کن مسائل کو اپنا غم بنائے ہیں اور دوسروں کے پوسٹ پڑھنا اور اپنے خیالات کے اظہار کرنے کو اپنا امتحان بنا لیا ہے۔ ہم مستقبل کے معمار کی بجائے مستقبل اور اپنے ملک پر بوجھ بن رہے ہیں کہ ہم نے تعلیم کو ایک طرف چھوڑا ہے اور اپنا سارا دھیان سوشل میڈیا پر لگا دیا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو تبدیل کریں۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو سنوارے۔ ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم جسمانی ~~مجبور~~ معذور ہوں گے مگر کچھ کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ سوشل میڈیا جو اس وقت ہمارے لیے ہوا ہے کم نہیں ہے اسے ترک کرنا چاہیے اور جتنا ہو سکے اپنا وقت اچھے کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔ اور ایک ایسا نظام قائم کریں جس میں سب کے لیے کچھ ہو اور سب اپنے آپ کو اسی ذریعے سے ~~اپنا خوف~~ محفوظ محسوس کر سکیں۔ لیکن اتنا بھی تنہا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم دنیا سے الگ ہو جائے بلکہ اس کا استعمال صحیح طریقے سے کرنا چاہیے۔ اس طرح ہم اپنی بینائی دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

تجاویز:

- اساتذہ بچوں مختلف موضوعات پر تخلیقی تحریر لکھنے کی مشق کرائیں۔
- حالات حاضرہ سے واقفیت کو اپنی تدریس کا اہم جز بنائیں۔
- طلبہ کو مضمون نگاری اور اپنے خیالات کو ایک خاص ترتیب دینے میں مدد دیں۔

سوال نمبر 5:

نیلسن منڈیلا نے ایک بار کہا تھا: " انسان پیدائشی طور پر کسی سے نفرت نہیں کرتا، نفرت کرنا اُسے سکھایا جاتا ہے۔ والدین سکھاتے ہیں، اسکول کی کتابیں سکھاتی ہیں، میڈیا سکھاتا ہے۔ ورنہ انسان کی فطرت تو محبت کرنا ہے"۔
آپ اخبار کے مدیرِ اعلیٰ کے نام ایک خط تحریر کیجیے اور معاشرے میں موجود نفرت اور عدم برداشت کو ترک کر کے محبت کے پیغام کو عام کرنے کے حوالے سے کوئی سے **تین** نکات لکھیے۔

بہتر جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی اکثریت نے رسمی خط تحریر کیا۔ خط کے متن کے لیے دیے گئے پیغام کو بہتر انداز میں سمجھا اور اس پیغام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے محبت کا پیغام عام کرنے کے حوالے سے کم از کم تین موئثر نکات تحریر کیے۔ خط کے اجزا درست تحریر کیے اور رسمی اندازِ تخاطب کے لوازمات کو خاطر میں لاتے ہوئے موزوں لب و لہجہ اپنایا۔ املا کی اغلاط کا تناسب کافی کم تھا۔ معاشرے میں عدم برداشت کی خراب صورتِ حال سے پیدا ہونے والے مسائل کا احاطہ کیا اور اپنے خیالات تحریر کرتے ہوئے ربط و تسلسل برقرار رکھا۔

مثال:

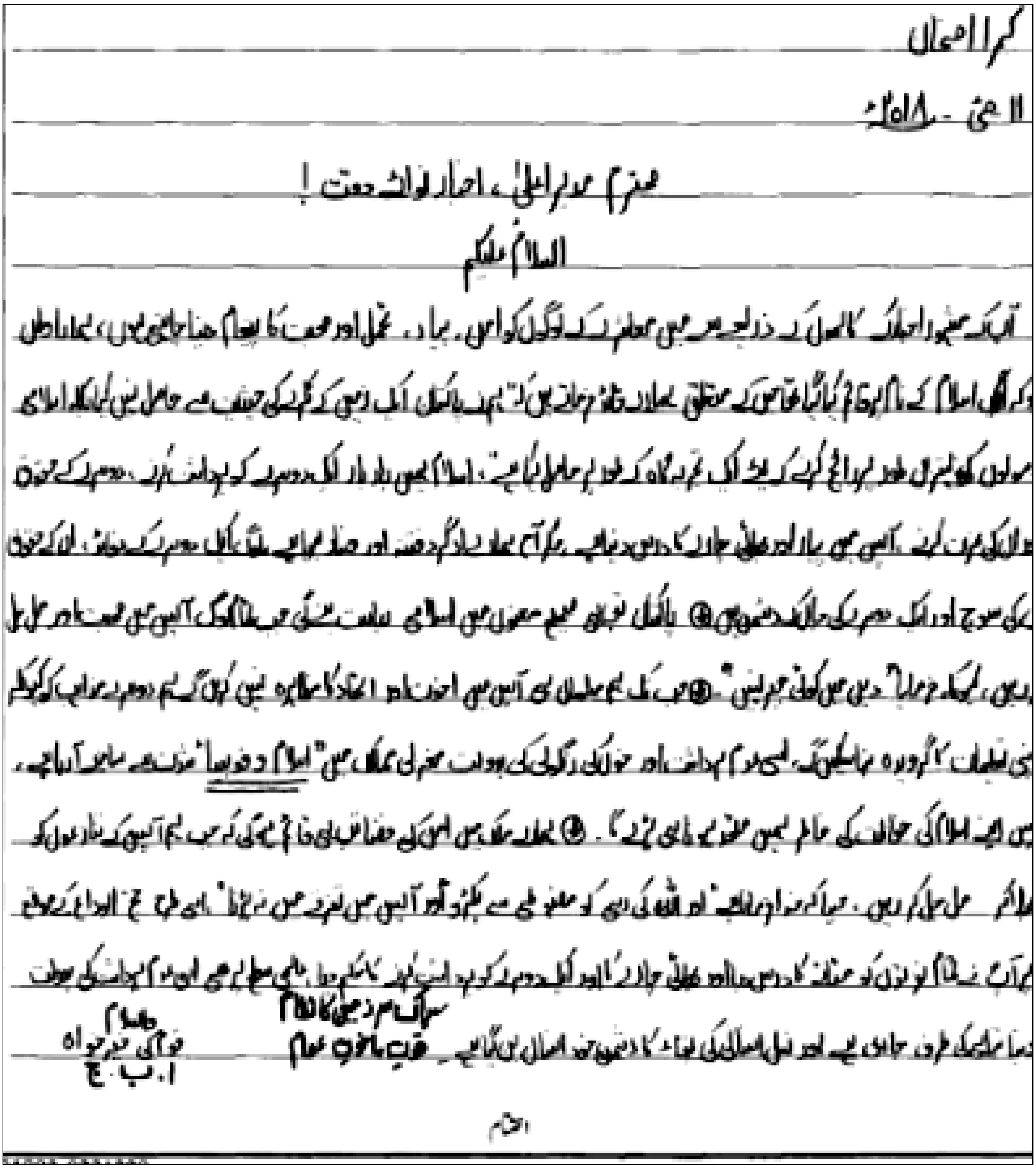

کمرۂ امتحان

۱۱ مئی ۲۰۱۸ء

محترم مدیر اعلیٰ، اخبار نوائے وقت!

السلام علیکم

[illegible]

والسلام

ا۔ب۔ج

ناقص جوابات کی صورت جو مثالیں سامنے آئیں اُن میں:

طلبہ کی کم تعداد ایسی تھی جو رسمی خط کا انداز لکھنے سے قاصر رہی۔ غیر رسمی خط کا تاثر بہت زیادہ نظر آیا۔ مثلاً اخبار کے مدیر کی اور ان کے خاندان کی خیریت معلوم کرنا وغیرہ۔ کچھ طلبہ نے اپنی اصل شناخت ظاہر کی جب کہ ایسا کرنے سے جواب کا تاثر منفی ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں ہدایات واضح طور پر دی گئی ہیں۔ طلبہ کی تحریروں میں لفظوں کے ہجوں اور جملوں کی ساخت سے متعلق اغلاط زیادہ نظر آئیں۔ القاب و آداب بھی درست تحریر نہیں کیے گئے۔ خط میں موثر تمہید، نفس مضمون اور اختتام کی کمی بھی دیکھی گئی۔

مثال:

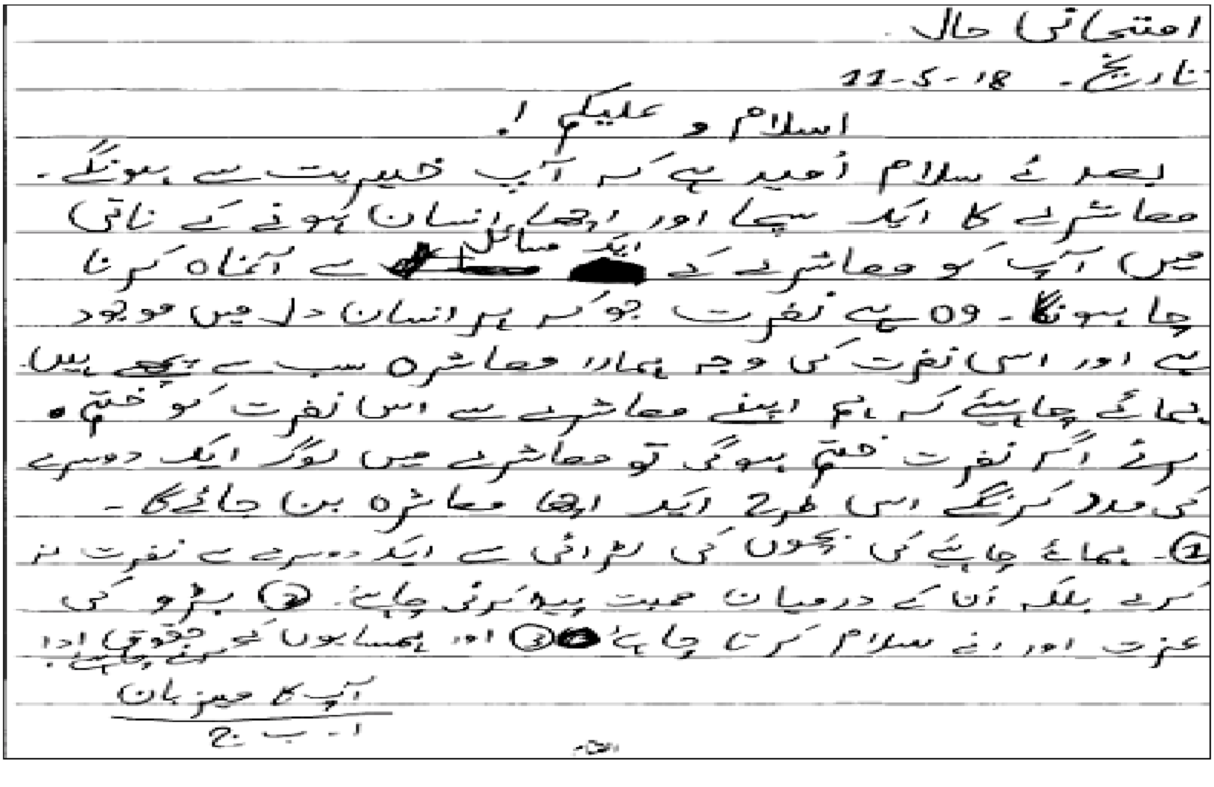

امتحانی حال۔
تاریخ۔ 11-5-18
اسلام و علیکم!
بعد ئے سلام اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔
معاشرے کا ایک سچا اور اچھا انسان ہونے کے ناتی
میں آپ کو معاشرے کے ایک مسائل سے آگاہ کرنا
چاہونگا۔ وہ ہے نفرت جو کہ ہر انسان دل میں موجود
ہے اور اسی نفرت کی وجہ ہمارا معاشرہ سب سے پیچھے ہیں۔
ہمائے چاہیئے کہ ہم اپنے معاشرے سے اس نفرت کو ختم
کرئے اگر نفرت ختم ہوگی تو معاشرے میں لوگ ایک دوسرے
کی مدد کرینگے اس طرح ایک اچھا معاشرہ بن جائےگا۔
(1) ہمائے چاہئے کی بچوں کی لڑائی سے ایک دوسرے سے نفرت نہ
کرے بلکہ اُن کے درمیان محبت پیدا کرنی چاہئے۔ (2) بڑوں کی
عزت اور ان سے سلام کرنا چاہئے (3) اور ہمسایوں کے حقوق ادا
کرنے چاہیئے۔
آپ کا میزبان
ا ب ج

تجاویز:

- طلبہ کو رسمی اور غیر رسمی خط کا فرق سکھانے کے لیے مختلف موضوعات پر خطوط نگاری کی مشق کرائی جائے۔
- اساتذہ رسمی خطوط کے اندازِ تخاطب کی بہتر سمجھ کے طلبہ میں مدد اور رہنمائی کر سکتے ہیں۔
- املا اور ذخیرۂ الفاظ میں بہتری کے لیے مختلف مشقیں کرائی جائیں۔
- طلبہ کو کو اس بات کے لیے باور کرائیں کہ وہ خط تحریر کرتے وقت علاقے اور اسکولوں کے نام نہیں لکھیں۔